رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

ظلمتیں کافور ہو جائیں گی اک دن دیکھنا | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | میں بھی اک نورانی چہرے کے پرستاروں میں ہوں

ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا ہے

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دے گا۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

الفضل

چندہ مقامی خریداران ساڑھے چار روپے

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

جلد ۲ | ۱۱- مارچ ۱۹۱۵ء مطابق ۲۴- ربیع الثانی ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۱۲

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ کی صحت بفضلہ تعالیٰ نسبتاً بہت اچھی ہے۔ پچھلے دنوں بار بار ناسازی مزاج و علاج کی خبریں چھپنے پر بعض بدباطنوں نے ہنسی اُڑائی۔ کہ عجیب خلیفہ ہے جو بیمار ہے مگر ہمارے لئے کوئی رنج کی بات نہیں کیونکہ ایسے ہی بدباطنوں نے حضرت مسیح موعود کی علالت طبع پر کہا تھا ع مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ۔ آپ ہی بیمار ہیں اصل میں بات یہ ہے کہ

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیر او گنج کرم بنہادہ است

خدا تعالیٰ اپنے کام خود کرتا ہے اور وہ جس عاجز بندے کو چاہتا ہے اسے درمیانی واسطہ بنا لیتا ہے۔ چنانچہ انہی ایام میں اللہ جل شانہ نے آپ کو توفیق دی کہ القول الفصل ایک دن میں لکھ کر ہفتہ کے اندر اندر شائع کریں۔ پھر حقیقۃ النبوۃ تین سو صفحہ حجم کی پر از معارف و حقائق کتاب لکھنے کی توفیق بخشی۔ اس کتاب کے قریباً ۱۵۰ صفحے کا مضمون تو آپنے ۱۴- فروری دوپہر سے شروع کر کے ۱۶- فروری شام تک ختم کر دیا تھا پھر اسکے بعد تیس چالیس صفحے کا مضمون متفرق اوقات میں دیا ہوگا۔ ۲۷ فروری تک بمشکل ۴۸ صفحے چھپے ہونگے۔ اسواسطے ارشاد فرمایا۔ کہ سب کام ملتوی کر کے حقیقۃ النبوۃ کو شائع کرنے کا بندوبست ہو سو سات روز تک خاص مصروفیت سے چھپوائی کا کام ہوتا رہا۔ اور اسی عرصہ میں کتاب کا حجم تین سو صفحے تک پہنچ گیا۔ تتمہ کا مضمون جمعہ سے پہلے دیدیا تھا اس حساب سے اس کتاب کی تصنیف پر آٹھ دن سے زیادہ خرچ نہیں ہوئے۔ اور طبع بھی بیشتر حصہ ہاسوچ کے ابتدائی ہفتے میں ہوا۔ اسقدر مختصر عرصہ میں اتنی ضخیم اور پھر جامع و پُر از معارف و حقائق کتاب کا شائع ہو جانا اللہ تعالےٰ کے فضلوں میں سے ایک فضل اور اسکے نشانوں میں سے ایک نشان ہے جو میرے نزدیک اس دُعا کی استجابت کا دوسرا بین ثبوت ہے جو ۱۲ فروری کے خطبہ جمعہ میں چالیس روز تک روز کرنے کا ارشاد فرمایا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی ۵- نومبر ۱۸۹۹ء کو ایک دُعا کا اعلان فرمایا تھا جسکی قبولیت علاوہ دیگر صورتوں کے اس صورت میں ہوئی کہ آپنے **اعجاز احمدی** شائع فرمائی۔ وہ تو خدا کے نبی تھے اس لئے وہ نشان بھی زبردست تھا اور دُنیا اسکی مثل لانے سے عاجز۔ مگر خلیفہ بھی اپنے مطاع کے کمالات کا ظل ہوتا ہے جو "حسن و احسان میں تیرا نظیر" مبارک وجود میں بدرجۂ اتم و بوجہ احسن ہونا چاہیئے۔ اور ایسی ہی باتیں ہیں جن سے طالبان حق پر یہ بھی کھل جاتا ہے کہ صادق اور حقیقی معنوں میں جانشین کون ہے۔ کتاب کی کاپیاں اور پروف پڑھنے

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

میں پیر منظور محمد صاحب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب میر مہدی حسین صاحب اور اسکی چھپوائی کی نگرانی و اہتمام میں بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی اور چوہدری فضل احمد خان صاحب نے جو سرگرمی اور محنت کی۔ اللہ سے اجر دیگا۔ میں اس کا ذکر محض ترغیب و تحریص و تشویق کیلئے کرتا ہوں ؛

۳۔ ۳ مارچ بدھ وار سوا سات بجے زلزلہ آیا۔ حضرت خلیفۃ ثانی مسجد میں تشریف رکھتے تھے آپ اٹھ کر سیڑھیوں تک گئے اور آپکا وہ رؤیا پورا ہوا۔ جو چند ماہ پہلے دیکھا تھا کہ زلزلہ آیا ہے اور میں مسجد سے نکل کر سیڑھیوں تک آیا ہوں۔ یہاں تو زلزلہ کے دو دھکے محسوس ہوئے مگر باہر سے خبریں آئی ہیں کہ زلزلہ سخت تھا چنانچہ اخبار جھنگ سیال مورخہ ۸ مارچ میں زیر عنوان چنیوٹ کی چٹھی چھپا ہے۔ آج بروز بدھ وار بڑا سخت بھونچال آیا اور قریبًا دو منٹ کے آثار رہا میری عمر میں آجتک ایسا بھونچال کبھی نہیں آیا۔ کئی پرانے مکانوں کی چھتیں گر گئیں کئی دیواروں میں شگاف پڑ گئے ہیں موسم بہار میں یہ زلزلہ۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی کی صداقت کی ایک قہری تجلی ہے ؛

۴۔ یکم مارچ آیت وار مبلغین کی اعلیٰ جماعت کے سامنے جو لکچر مقرر تھا وہ سکھازم پر تھا جس سے مقصود یہ تھا کہ مبلغین کو سکھ مذہب کے اصول انکی مسلمہ کتب اور گروؤں کے حالات اور اسلام سے انکے تعلقات کا علم ہوجائے شیخ محمد یوسف صاحب نے ظہر سے عصر تک لیکچر دیا جسمیں ہندو مذہب کی خصوصیات گنواکر پھر ان کے بالمقابل گرنتھ صاحب اور جنم ساکھی سے حضرت باوا نانک کے اقوال پیش کئے کہ وہ انکے خلاف ہیں دوسرے روز عصر کے بعد ڈیڑھ گھنٹہ تک مسلمانوں کی خصوصیات بتلاکر انپر حضرت باوا صاحب کے اقوال اور جنم ساکھی کے حوالجات پیش کئے کہ وہ اسلام کی تائید میں ہیں تیسرے روز بعد از عصر باوا نانک علیہ الرحمۃ کی دو پیشگوئیاں دربارہ بعثت مسیح موعود پیش کیں اور باوا نانک کے جانشین گروؤں کے عہدہ اور دوستانہ تعلقات مسلمانوں سے بحوالہ تاریخی واقعات سنائے۔ ان لیکچروں کے اشتہار میں رُوح و مادہ کی قدامت اور مسئلہ تناسخ وغیرہ پر کچھ ریمارکس ہوگئے۔ شیخ صاحب نے مضمون کو جوش اور بلند آواز کے ساتھ ادا فرمایا۔

اخبار احمدیہ

۱۔ لکھنؤ سے چٹھی آئی ہے کہ ہماری نسبت جو یہ شائع کیا جارہا ہے کہ گویا ہم مسئلہ نبوۃ میں خواجہ صاحب کے ہمنوا ہیں یہ بالکل افترا ہے۔ بلکہ امر واقع یہ ہے کہ ہمارے دلائل کا جواب ان سے کچھ بن نہ آیا۔ اصل بات یہ ہے کہ مخالفین نے دلائل کے مقابلہ سے عاجز آکر اب مفتریات پر کمر باندھی ہے جس کا جواب ہمارے پاس بجز لعنت اللہ علی الکاذبین کے اور کچھ نہیں۔ ابھی تازہ پرچہ میں شائع ہوا ہے۔ کہ ہم میں سے کوئی میاں صاحب کو نبی اللہ اور رسول اللہ بتارہا ہے۔ کوئی نبیوں اور رسولوں سے بڑھ کر۔ وغیرہ ذالک۔ دلیل کا جواب تو ہو سکتا ہے مگر ایسے مفتریات کا کیا جواب ہو ؛

۲۔ نثار مجید پسرور سے لکھتے ہیں۔ مجھے بعض شکوک لاہوریوں کی تحریرات پڑھنے پر آپکی نسبت تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضور کے ٹریکٹ "القول الفصل" کے پڑھنے سے سب کافور ہوگئے۔ استدعا کرتا ہوں کہ میری تمام لغزشوں پر قطع نظر کرکے بزمرہ بیعت کنندگان میرا نام شامل فرمایا جائے۔ اور دعا فرمائی جاوے کہ تا دم مرگ اس عہد پر قائم رہوں۔

۳۔ یکم مارچ کو حضرت خلیفۃ ثانی نے بعد از ظہر چوہدری ظفراللہ خان صاحب بن چوہدری نصراللہ خان صاحب وکیل سیالکوٹ کا خطبہ نکاح چوہدری عنایت اللہ خان صاحب پسروری کی ہمشیرہ سے پانچسو روپیہ مہر پر پڑھا؛ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ چوہدری صاحب نہایت مخلص سعادتمند نوجوان ہیں۔ جن کے بارے میں حضرت خلیفۃ وقت نے اپنی پبلک تقریر میں فرمایا کہ مجھے ان سے بہت محبت ہے۔ بارک اللہ لہما وبارک علیہما وجمع بینہما بالخیر

۴۔ ۷۔ مارچ کو سید محمد اسحٰق صاحب نے ختم نبوت پر لیکچر دینا تھا۔ مگر وہ حسب الحکم ڈیرہ غازیخاں میں ہیں۔ اس لئے یہ لیکچر آئندہ اتوار پر ملتوی ہوا (سہ ماہی پروگرام دوسری جگہ الفضل میں چھپا ہے) اور آج حقیقۃ النبوۃ تمام احمدی جماعت کو جمع کرکے سُنانی شروع کیگئی۔ سُنانے کے لئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد کا انتخاب عمدہ انتخاب ہے ؛

۵۔ آٹے کا نرخ سوا پانچ سیر تک پہنچ گیا تھا۔ اور قادیان کے غریب مہاجرین کی تکلیف برداشت سے بڑھ چلی تھی۔ مگر اللہ نے رحم کیا۔ ادھر گورنمنٹ نے الطاف خسروانہ سے دسمبر ۱۹۱۵ء تک غلہ کی برآمد روک دی۔ ادھر ہمارے ضلع کے بیدار مغز ڈپٹی کمشنر کی کرمفرمائی سے آٹا ۸ سیر روپیہ کا ہوگیا ہے ؛

۶۔ لاہور کتاب سُنانے کے لئے میر قاسم علی صاحب دہلوی روانہ ہوگئے ہیں۔ اور اتوار شام کو سید محمد اسحٰق صاحب و سید سرور شاہ صاحب سالمًا غانمًا واپس تشریف لائے ؛

تازہ خبریں

بحیرہ بالٹک میں کئی برطانوی آبدوز کشتیاں پہنچ چکی ہیں جرمن کروزر غزل کو انہوں نے ہی غرق کیا تھا (۱۵ فروری) کیاشاؤ۔ (چین کے سابق جرمن مقبوضہ) میں جاپانیوں نے اڑھائی کروڑ روپیہ کا مال و اسباب اور املاک ضبط۔

برطانوی سپاہ میں ۲۳ جنوری تک میدان جنگ ۹۱۷۵ شخص برف سے زخمی ہوئے

جرمن مظالم کی اادیں بلجیک رپورٹ مظہر ہے کہ صوبجات نمور میں جرمنوں نے دس ہزار مرد عورتیں اور بچے قتل کئے اور رکھ وہاں کے جوان نوکروں میں سے نصف غائب ہوگئے ؛

حالت شام۔ قاہرہ ۲۲ فروری۔ شام سے ۲۰۰ پناہ گزین لیکر امریکن کروزر ٹنسی اسکندریہ پہونچا۔ اہل جہاز کا بیان ہے کہ شام میں حالت بہت نازک ہے۔ اور لوگوں کو خطرہ ہے کہ سینا سے واپس آکر ترک بہت ظلم کرینگے۔ بدوی رنگروٹ بہت بیدل ہو رہے ہیں۔ اور کئی ایک جرمن افسروں کے ماتحت ہو کر لڑنے سے انکار کرنے پر گولی سے مروائے جاچکے ہیں ؛

مانٹی نیگرو کے بندر انٹی واری پر پانچ آسٹروی جہازوں نے گولہ باری کرکے شاہی دخانی کشتی غرق کردی۔ اور بیش قیمت گوودام جلا دیئے ایک شہری ہلاک اور کئی زخمی ہوئے (لندن ۲۴ مارچ)

درہ دانیال پر حملہ ۲ مارچ۔ آج دس کلاں جنگی جہازوں نے قلعوں پر حملہ کیا۔ ۳ کو بھی گولہ باری ہوئی جس کا نتیجہ ابھی معلوم نہیں ہوا۔ جہاز ڈبلن نے جزیرہ تناکی رصدگاہ گرادی اور جہاز سفائر نے خلیج اڈرامٹی کے ساحل کی فوجوں اور توپوں پر گولہ باری کی۔ قلعہ کے قریب ۶ جدید توپیں مسمار کی گئیں جنکو ملاکر دشمن کی تمام چالیس توپیں ضائع کی جاچکی ہیں ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دار الامان - ۱۱ مارچ ۱۹۱۵ء

تجدید کے کیا معنے ہیں؟

جس طرح ظلمت کے تاریک بادلوں کو پھاڑنے اور اندھیرے کی سیاہ بھیانک صورت کو روشن وخوبصورت شکل میں مبدل کرکے رات کو دن بنانے کے لئے آفتاب عالمتاب کے وقت طلوع ہوتا ہے۔ اسی طرح دلوں کی تاریک زمین کو اجالا ... اور اندھیرے گھروں کو روشن کرنے کے لئے روحانیت کے سورج عین ضرورت کے وقت آسمان ہدایت پر طلوع ہوتے ہیں اور اپنی شعاعوں کی فوج کو ملائکہ کے لشکر کی طرح ایک طرف تو بیقرار اور مدد کی محتاج ومنتظر ارواح کی اعانت کے لئے ارسال کرتے ہیں اور دوسری طرف ایک ہم ظلمت کے فرزندوں اور شہزادہ بدی کے ... سپاہیوں کی گوشمالی اور گرفتاری کے لئے بھیجتے ہیں۔ اول الذکر لشکر کی آمد پر اہل بصیرت وضرورت گروہ خوش آمدید کی آواز بلند کرتا اور اپنی بروقت دستگیری کے لئے بارگاہ مجیب الدعوات میں سجدہ شکر بجالاتا ہے مگر موخر الذکر کے رونما ہونے پر ایک کشمکش اور جدوجہد کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور آسمانی لشکر کو پے درپے زور آور حملے کرکے دشمن کو زیر کرنا پڑتا ہے۔ یا بالفاظ دیگر یوں کہو کہ جب کوئی مامور من اللہ دنیا میں مبعوث ہوتا ہے تو اس کی آمد کے وقت دنیا میں دو گروہ موجود ہوتے ہیں۔ ایک تو اولو الالباب لوگ ہوتے ہیں۔ جو آسمان وزمین کے نشانات کا ملاحظہ اور ضروریات وقت کا احساس کرکے آسمان سے نزول رحمت اور بعثت موعودہ کے ظہور کے لئے دست بدعا ہوتے ہیں۔ اور آنے والے کو فوراً اس طرح پہچان لیتے ہیں جسطرح اپنے بچوں کو۔ یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم۔ مگر ان کے خلاف ایک اور گروہ ہوتا ہے جو کسی شخص کی آمد کا کم وبیش منتظر تو ہوتا ہے لیکن اس کا آنا اپنی خواہشات اور تصورات کے برخلاف سمجھ کر حق کی مخالفت کرتا ہے اور نامحرومیت وناکامی کا تاج پہنتا ہے۔

غرض جب کوئی مجدد یا مامور من اللہ اس دنیا میں مبعوث ہوتا ہے تو زمانہ کی طبائع دو قسم پر بٹی ہوئی ہوتی ہیں۔ ایک حق کے قبول کرنے کے لئے تیار اور دوسری اپنی بد اعمالی اور بدکرداری کے باعث اس کی مخالفت پر آمادہ ہوتی ہے۔ چونکہ مامور من اللہ کی غرض اصلاح یعنے نیک کو مزید انعامات سے سرفراز کرنا اور بد کو بدی سے بچانا ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں جو سب سے زیادہ ضرورت کے وقت اور اتم واکمل اصلاح کے ساتھ نازل ہوا فرماتا ہے:۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۔ (ترجمہ) اور اسی طرح بنایا ہم نے تم کو ایک جماعت وسطیٰ تاکہ ہو جاؤ تم لوگوں پر گواہ اور ہو رسول تم پر گواہ۔

اس آیت مجیدہ سے واضح ہے کہ ہر ایک آسمانی مصلح اور مجدد امۃ وسطیٰ کے پیدا کرنے کے لئے آتا ہے۔ یعنی دو مختلف الخیال اور طرز وانداز میں بعد المشرقین رکھنے والے گروہوں میں سے ایک نئی جماعت پیدا کر دیتا ہے جس کے خیالات اور انداز اوساط ومیانہ روی پر مبنی ہوتے ہیں۔ اس قدوسیوں کی جماعت میں اصلاح پسند طبعتیں آسانی سے اور متمرد اور ضدی طبائع بڑی جد وجہد کے بعد داخل ہوتی ہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور فرقان حمید ہدایت ونور کے ساتھ نازل ہوا تو ان کی جماعت جو پہلے سے اصلاح کی خواہاں اور ایک خدا کی پرستش کے لئے تیار تھی۔ بکثرت آپ کے ساتھ ہو گئی مگر لکیر کے فقیر اور اندھی تقلید کے حلقہ بگوش گروہ نے آپکی مخالفت کی۔

آخر اس منافست ومخالفت سے ہر دو گروہ ہو ... سے مخلصین مومنین کی ایک جماعت پیدا ہوئی جس نے نہ صرف اپنی اصلاح کی بلکہ کل دنیا کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا پس تجدید کے معنے ہیں۔ امۃ وسطیٰ کا پیدا کرنا اور کامیاب مجدد وہ ہے۔ جو ضرورت زمانہ کے مطابق دو مختلف الخیال جماعتوں کے اندر سے ایک تیسری پاکباز اصلاح شدہ اور مصلح جماعت پیدا کرے۔

موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کے دو گروہ ہوئے ایک وہ جو یورپ کی تقلید کو ہی مدار نجات سمجھے بیٹھا تھا گویا اس کے نزدیک اسلام وفلاح ضدین تھیں دوسرا وہ گروہ تھا۔ جو مغربی تعلیم کو سم قاتل سمجھتا اور اس کے نزدیک یورپ کا لباس یورپ کی زبان سب کچھ مہلک زہر تھا اس کے نزدیک جانا گویا اسلام کی تعلیم کے منافی اور بمنزلہ کفر تھا۔ ایسے وقت میں ضرورت تھی کہ ایک ایسی جماعت پیدا ہو جو اعمال میں پابند خیالات میں بلند پرواز ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت وہ شخص پیدا کیا۔ جس کا انبیائے سابقین نے وعدہ دیا تھا۔ جسکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی تھی۔ اور جس کے تمام صلحائے امت منتظر رہے تھے۔ وہ مہدی آیا اور پوری شان کے ساتھ آیا۔ اور اس نے وہ جماعت پیدا کی جو مغربی علوم کو پڑھنا گو مدار نجات نہیں سمجھتی۔ اور نہ ہی اُسے کفر قرار دیتی ہے بلکہ ہر قسم کی علمی ترقی کو عین اسلام یقین کرتی ہے۔ اور ساتھ ہی اسلام کے جملہ احکام کی پابندی پر ہے۔ اصلی فلاح وخیر کا انحصار یقین کرتی ہے۔

اس جماعت کا نام احمدی جماعت ہے اور یہی جماعت ہے جس کی نسبت شبلی نعمانی آنجہانی نے کہا تھا۔

"میں نے کوشش کی کہ انگریزی خوان عربی پڑھیں دیندار ہوں۔ مگر میں ناکام رہا۔ یہ کامیابی مرزا صاحب کو حاصل ہوئی ہے"

اسی کامیابی کا نام تجدید ہے۔ اور یہی انبیاء کا کام ہے۔ پس معزز ہمقلم آگرہ اخبار کا ۱۴ - فروری ۱۹۱۵ء کی اشاعت میں یہ لکھنا صحیح نہیں کہ:۔

"فرقہ احمدی جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا پیرو ہے، بہت زیادہ پابند مذہب گنا جاتا ہے۔ لیکن اسی فرقہ کے اعمال وافعال دیکھنے سے صاف واضح ہے کہ اس میں مغربی تقلید کا رنگ اس درجہ جاگزیں ہے کہ گویا وہ بادی النظر میں مسیح موعود کے پیرو نہیں بلکہ مسیح کلیسائی کے متعلم ہیں۔ جب ہم ان کی تعلیمی حالت کی طرف نظر ڈالتے ہیں تو ان کے مدرسوں کے نام ہائی اسکول دیکھنے میں آتے ہیں۔ وہ احمدیہ ٹورنمنٹ۔ ہاکی میچ۔ کرکٹ ٹیم جنٹلمین ٹیم وغیرہ وغیرہ۔ مغربی کھیلوں میں مصروف نظر آتے ہیں..."

الحمد للہ

حقیقۃ النبوۃ شائع ہوگئی

اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ سیدنا حضرت صاحبزادہ اولوالعزم فضل عمر کی تازہ تصنیف حقیقۃ النبوۃ جس کا حجم تین سو صفحے ہے۔ چھپ کر شائع ہو گئی۔ اس کتاب میں نبوت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک مکمل بحث موجود ہے اور تمام قابل جواب اعتراضوں کے جواب بھی دیئے گئے ہیں یہ کتاب آج سات مارچ کو مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی کے ہدست سب سے پہلے لاہور روانہ کردی گئی۔ اور ایک کتاب مولوی محمد علی صاحب کو پہنچانے کے واسطے دیگئی بعض تمام دوستوں کو روانہ کرنے کا ابھی ارشاد نہیں ہوا ہے۔ چونکہ محدود تعداد میں شائع ہوئی ہے۔ اسلئے کچھ قیمت بھی رکھ دی گئی ہے جو صرف چھ آنے ہے۔ علاوہ محصولڈاک۔ تمام احباب جماعت اس کتاب کو دفتر ترقی اسلام قادیان کے پتہ سے منگوالیں۔ ڈیڑھ آنہ محصولڈاک ایک کتاب پر خرچ آتا ہے ٭

جن دوستوں نے متعدد جلدیں پہلے سے طلب کر رکھی ہیں وہ مطمئن رہیں کہ انہیں بھی بھیجی جائینگی۔ اور جو صاحب ذی استطاعت اپنی طرف سے کچھ جلدیں خرید کر مفت تقسیم کرانا چاہتے ہیں (اور ایسے بہت سے اصحاب ہونے چاہئیں) وہ بھی جلد اپنی اطلاعیں بھیجیں اور ہر گاؤں یا شہر کے احباب ان غیر مبائعین کے پتے لکھ بھیجیں جنھیں وہ اپنے نزدیک اس کتاب سے فائدہ اٹھانے کے قابل سمجھتے ہیں تاکہ مناسب سمجھ کر یہاں سے انہیں کتاب مفت بھیجی جاسکے۔

حضرت خلیفہ ثانی کا ارشاد اس کتاب کی اشاعت اور سنانے کے متعلق ذیل میں درج ہے :-

تمام جماعت احمدیہ کی خدمت میں التماس

کتاب حقیقۃ النبوۃ جس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے نبوت مسیح موعود کے متعلق کل ضروری مضامین آگئے ہیں۔ اِلّا ماشاء اللہ۔ چونکہ ایک ایسے مسئلہ کے متعلق ہے جس پر احمدی سلسلہ کا دارومدار ہے اس لئے میں ضروری خیال کرتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کا ہر فرد بشر اس کے مضامین سے واقف ہو۔ خواہ مبایع ہو خواہ غیر مبایع تا سب کو معلوم ہو جائے کہ ہم حضرت مسیح موعود کی نبوت کے متعلق کیا ایمان رکھتے ہیں۔ اور تا کہ سب لوگ جان لیں کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی نبوت کے متعلق کیا ایمان رکھنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ پس اس مدعا کو پورا کرنے کے لئے اور اس خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ بعض لوگ پڑھنے میں سُست ہیں۔ اور اس سستی کی وجہ سے ضروری مسائل سے ناواقف رہتے ہیں۔ میری یہ تجویز ہے کہ ہر جگہ کی احمدی جماعتیں اپنے اپنے شہر یا گاؤں میں ایک یا دو دن ایسے مقرر کریں کہ جن میں سب جماعت اکٹھی ہو۔ اور یہ کتاب شروع سے آخر تک پڑھ کر سنادی جائے۔ شہروں کے لوگ اگر ایک دن میں ختم نہ ہوسکے تو دو اتواروں میں ختم کرسکتے ہیں کیونکہ اس دن سب ملازمین بھی شامل ہوسکتے ہیں۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ ہر جگہ کی جماعتیں اپنے اپنے جلسہ کرکے اس کتاب کو سنیں تا پڑھے ہوئے اور اَن پڑھ سب لوگ اس کے مطالب سے واقف ہوجائیں۔ ان جلسوں میں غیر مبائعین کو بھی بلوایا جاوے اور کوشش کی جائے کہ وہ بھی اس کتاب کو سن لیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان میں سے سعید الفطرت انسان کو ہدایت دے۔ یہ مت خیال کرو کہ ان میں سعید روحیں نہیں۔ ان میں اکثر سعید روحیں ہیں۔ کیونکہ انھیں مسیح موعود کی شناخت کی توفیق کا ملنا ظاہر کرتا ہے کہ کوئی سعادت ان کے اندر تھی تبھی ان کو شناخت مسیح موعود نصیب ہوئی۔ اِلّا ماشاء اللہ پس ان کے واپس آنے سے ناامید نہ ہو۔ اور ایک دفعہ پھر گمشدہ کو تلاش کرنے کی کوشش کرو۔ ورنہ خطرہ ہے کہ کچھ دنوں کے بعد سعادت کم ہوتی جائے اور دل پر زنگ لگ جائے۔ کیونکہ حق کی مخالفت کا انجام آخر یہ ہوتا ہے کہ دل سخت ہو جاتا ہے۔ . . . . .

. . . .

. . . .

مرزا محمود احمد

ریویو

داتا گنج بخش کی سوانح عمری

حضرت علی مخدوم ہجویری جنیدی۔ سہروردی نور اللہ مرقدہ۔ ان بزرگوں میں سے ہیں جنکی مساعی جمیلہ پنجاب میں اسلام پھیلانے کا موجب ہوئیں۔ ایسے بزرگ کی مکمل و مفصل سوانح عمری دیکھنے اور اسے اپنا اسوہ حسنہ بنانے کا شوق ہر مسلمان میں ہونا چاہیئے بڑی خوشی سے اطلاع دی جاتی ہے کہ منشی محمد الدین صاحب فوق ایڈیٹر اخبار کشمیری و رسالہ طریقت لاہور نے اس بزرگ کے حالات جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور وہ اس میں ایک حد تک کامیاب ہوئے ہیں منشی صاحب کے لئے بڑی مشکل میرے نزدیک یہ تھی کہ جو کتابیں یا تحریریں ان تالیف کا ماخذ ہیں ان کے مصنف یا محرر کسی بزرگ کی بزرگی کا ثبوت بھی سمجھتے ہیں کہ چند ایسی باتیں اس کی ولادت اس کی زندگی اس کی وفات کی طرف منسوب ہوں۔ جو خلاف سنت اللہ ہوں اور ان کے پایا جانے کا صرف یہی ایک ثبوت ہو کہ وہ اس ممدوح بزرگ کی طرف منسوب ہیں اور بس۔ باقی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر جرح جائز ہے۔ لیکن ان پر جرح قدح کرنا یا انکی مورخانہ تحقیقات کا ارادہ اپنے آپ کو ملحد بنانا ہے۔ ان حالات میں کسی بزرگ کے صحیح حالات قلمبند کرنے کس قدر مشکل ہیں۔ مگر منشی صاحب مولف سوانح داتا گنج بخش نے اپنے آپ کو حتی الوسع ایسی باتوں میں پڑنے سے بچایا ہے اور حضرت علی مخدوم کے حالات کو صرف اسی میں ختم کر دیا کہ وہ ۴۳۱ھ ہجری میں اپنے مرشد کے حکم سے لاہور تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے تشریف لائے۔ چونتیس سال یہاں زندہ رہے۔ پہلے آکر ایک مسجد بنائی۔ اور لڑکے پڑھانے شروع کئے (اس میں مبلغوں کے لئے سبق ہے۔ باقی اس چونتیس سالہ رہائش کے حالات پردہ خفا میں ہیں اور ۴۶۵ھ میں فوت ہوگئے۔ باقی آپ کی کتاب کشف المحجوب سے جن جن متفرق باتوں کا پتہ لگا ہے۔ انہیں احسن ترتیب سے جمع کر دیا ہے اور زیادہ حصہ آپکی ہدایات و نصائح کا ہے جو بہت مفید اور عملی زندگی میں کارآمد ہے۔ داتا گنج بخش کے مقبرہ کے متعلق بھی تفصیلی حالات دیئے ہیں گویا سامنے دکھا دیا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ حجم ۱۶۲ صفحے۔ قیمت ۱۰/ مصنف سے ملیگی

میرا مسیح

مسیحا گو تو آنکھوں سے نہاں ہے
مگر تو با حیاتِ جاوداں ہے
سمجھنا تجھ کو مُردوں میں خطا ہے
کہ تُو اسلام کی رُوحِ رواں ہے
تری تعلیم ہے وہ روحِ اسلام
کہ جو اسلام کی تابِ تواں ہے
تیرا ایماں محمدؐ کا ہے ایماں
یہی حکمِ رسولِ انس و جان ہے
ثُریا جاہ ہے تو مردِ فارس
حدیثِ پاک میں تیرا بیاں ہے
زماں تیرا زمانِ احمدی ہے
یہ تیرا وقت وقتِ بانشاں ہے
محمدؐ نے کیا ہے ذکر تیرا
کہ تجھ بن دینِ احمدؐ مردہ جاں ہے
نبی ہو اور پھر ہو اُمتی بھی
یہ تیری شاں پیایے بیگماں ہے
کوئی مانے نہ مانے سچ یہی ہے
مسُلمانوں کا اس میں امتحاں ہے
من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ اپنوں کا کبھی پاؤں درمیاں ہے
مزاج ان کا ہے کچھ بے وقت بگڑا
کہ اقرار اس کا اب ان پر گراں ہے
یہ کیسا اک جنونِ پُرفنوں ہے
گرفتار ان کا ہر پیر و جواں ہے
تعجب ہے تعجب ہے تعجب!
عیاں جو تھا وہ اب اُن پر نہاں ہے
مسیحا کی خصوصیت نہیں جب
تو پھر اُمت میں کیا شور و فغاں ہے
کلام اس پر ہیں اربابِ سیر کے
کشوفِ اولیا میں بھی نشاں ہے
یہ قولِ افضل ہے اس میں نہیں ہزل
یہ دعوائے مسیحائے زماں ہے
نہیں یہ مسئلہ گر خیرِ اسلام
تو کیوں اس پر کلامِ ایزِ آں ہے
چلی آتی تھی صدیوں سے بشارت
بشارت کیا ہے یہ تو حرزِ جاں ہے
نہیں مُہرِ نبوت سے یہ باہر
نبی اللہ محمدؐ کی زباں ہے
صداقت ہے صداقت ہے صداقت
کہ ہر پہلو سے صدق اس کا عیاں ہے
ہوئی شہرت ہے اس کی ہر زباں میں
کہ یہ اسلام کا اک پہلواں ہے
وہ خدمت جو ادا کی اس نے اکر
یہی خدمت تو کارِ مرسلاں ہے
وہ بیشک اُمتی ہے اُمتی ہے
مگر سب انبیاء کا ہم عناں ہے
تو کر اقرار اس احمدؐ کا حامد
محمدؐ کا شرف جس سے عیاں ہے

کسی وقت کی ایک بات

که دلها را بدلها راه باشد

جب وہ کہہ کر خود مُکر جانے لگے
ہم بھی ان سے صاف کترانے لگے
بیعتِ محمود کر لیں گے کہا
وقت جب آیا تو خم کھانے لگے
ہم نے سمجھا تھا کہ فرماتے ہیں سچ
کیا خبر تھی یونہی بہلانے لگے
بعد کی ہیں مصلحت اندیشیاں
جوش سے جو منہ پہ اب لانے لگے
ہم کو امیدِ وفاءِ عہد تھی
جس سے اب یہ دوست گھبرانے لگے
دم دلاسے دے گئے کہ خوش کیا
وقت پر کچھ اور سمجھانے لگے
یہ نہیں حضرت وفاداری کا رنگ
آپ آخر میں جو دکھلانے لگے
آپ ہیں اور ہم ہیں شاہد ہے خدا
ہم نہیں کچھ یونہی جھٹلانے لگے
اب تو ہے انکار پر اقرار تھا
کیوں برہنہ سر کو کھجلانے لگے
ہو گیا ان کو گوارا ناگوار
اب بھلا وہ کب ہیں شرمانے لگے
ان سے حامد ہے تیرا شکوہ بجا
تیر جو اپنوں پہ برسانے لگے

ایک مشکل کا کیا علاج

قریباً تمام اخبار والوں کو یہ مشکل ہے کہ وہ اپنے خریداروں کو متنبہ کرتے رہتے ہیں خط و کتابت کے وقت اپنا نمبر خریداری لکھیں۔ رجسٹرڈ نمبر اخبار کا نہ لکھیں مگر بعض لوگ کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ نہ اس چیخ پکار کو سُنتے ہیں وہ اخبار کا رجسٹرڈ نمبر لکھ دیتے ہیں۔ اخبار بدر نے ایک دفعہ یُوں کیا کہ رجسٹرڈ نمبر کے ہندسوں کو اس صورت میں لکھا جیسے عموماً گھڑیوں کے ہندسے ہوتے ہیں۔ تاکہ عام خریدار نہ اسے پڑھ سکیں نہ وہ نقل کریں۔ مگر پھر بھی دو تین خطوط ایسے بھی دیکھے کہ جن میں نہایت احتیاط سے نقل مطابق اصل تحریر کرکے اپنا نمبر لکھا گیا تھا جو دراصل اخبار کا رجسٹرڈ نمبر تھا نیں کیا ہمارے ہمعصر کوئی ایسی تجویز نکال سکتے ہیں جس سے یہ مشکل حل ہو اور عملہ منیجر کو پریشانی نہ ہو۔

مخالف کیمپ میں کھلبلی

آسمان جب زمینی لوگوں کی امیدوں کے خلاف کچھ دکھاتا ہے۔ واقعات جب آناً فاناً تغیرات کے نیچے آکر صورت بدل لیتے ہیں۔ اور منصوبہ باز گروہ جب اپنے خرمن تمنا کو مایوسی کے اچانک آنے والے شعلوں سے جلتا ہوا مشاہدہ کرتا ہے۔ تو وہ جھٹ کلیجہ تھام کر رہ جاتا ہے۔ بہکی بہکی باتیں کرتا اور بے تکی ہانکنے لگتا ہے چنانچہ یہی حال آج سلسلہ عالیہ احمدیہ سے عناد رکھنے اور آنکھیں رکھتے ہوئے نہ دیکھنے۔ دل رکھتے ہوئے نہ غور کرنے اور دماغ رکھتے ہوئے نہ سوچنے والے مخالفین کا ہے۔ آسمان چاہتا ہے۔ کہ محمدؐ کے مسیحا کی پیشگوئیوں کو پورا کرے۔ اور مادیات پر گری ہوئی زمین کو اپنے قہری نشانات دکھا کر اپنی طرف متوجہ کرے۔ اور اسی لئے آج دنیا میں وہی کچھ ہو رہا ہے۔ جس کی نسبت اس زمانہ کے نذیر کی زبان سے خدا تعالیٰ نے قبل از وقت دنیا کو مطلع کیا تھا۔ ہزارہا دیہات۔ شہر اور مرغزار گردش کھا چکے ہیں زمین کے ہر ایک کونے پر انقلاب آرہا ہے۔ نہ صرف رودبار انگلستان کے کنارے پر خون کی ندیاں چل رہی ہیں۔ بلکہ ہر ایک خونریز جنگ خواہ وہ ایشیا میں ہو۔ خواہ یورپ میں دریاؤں ندیوں۔ اور آبناؤں کے کناروں پر واقع ہوئی .. اور بقول نامہ نگار ٹائمز آف لنڈن" محاصرہ لیج کے وقت میدان جنگ سے میلوں فاصلہ پر واقع ہونے والی ندیاں خون آلود تھیں"۔ اور فرانس و پولینڈ کی جنگوں کا نام ہی دریاؤں کی لڑائیاں رکھا گیا ہے۔ غرض تاریخ کا بے نظیر ہنگامہ کارزار اور کرشن موعود کے زمانہ کا خونریز مہابھارت اسی طرح وقوع میں آرہا ہے۔ جس طرح آج سے کئی سال قبل حقیقۃ الوحی اور براہین احمدیہ حصہ پنجم میں لکھا گیا تھا۔ پھر اس سیاسی زلزلہ کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے چاہا۔ کہ اٹلی کے زلزلہ کی صورت میں ایک ظاہری زلزلہ بھی لے آئے۔ اور سوتے ہوئے غافل لوگوں کو اسی حالت میں لے آئے۔ (ٹائمز ۱۵ جنوری) اور اسطرح ان لوگوں کو جو اس شعر کے مصداق ہیں ؎

یونہی غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں
وہ نہیں جاگتے سو بار جگایا ہم نے

خواب غفلت سے بیدار ہوجانے کی آواز تنبیہ دیدے۔ لیکن آہ! کوتاہ اندیش انسان بمصداق ما یأتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزءون۔ ان انذاری نشانوں کو دیکھ کر ہنسی اڑاتا۔ اور زلزلے کا ذکر کرتے ہوئے اگرچہ دل میں تو کلام محمود کے مفصلہ ذیل صداقت آمیز کلام کا مصدق ہے ؎

دشمن اسلام جب دیکھینگے اک قہری نشان
جاں نکل جائیگی انکی دم فنا ہوجائیگا

مگر ظاہراً اپنی عادت کے موافق۔ اور قدیم برادری کی سنت پر عمل پیرا ہو کر لکھتا ہے۔

"ہمیں خیال ہوا۔ کہ آج ہمارے پنجابی نبی مرزا صاحب قادیانی ہوتے۔ تو اس موقعہ سے اپنا فائدہ نکالتے" پھر آگے چلکر اپنی شرافت کا ثبوت اس شعر سے پیش کرتا ہے ؎

کوئی بھی کام تیرا مسیحا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے ترا آنا جانا

ہمیں ضرورت نہیں۔ کہ تمسخر کا جواب تمسخر سے دیں کیونکہ ماموران الٰہی پر تمسخر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ڈھیل دیکر یمدھم فی طغیانہم کرتا اور آخرش ایک دن سختی سے پکڑ لیتا ہے۔ اور دنیا کو دکھا دیتا ہے۔ کہ بامراد کون ہے اور نامراد کون۔

اگر پنجاب کے مقدس نبی۔ محمدؐ رسول اللہ صلعم کے پاک نائب مسیح موعود اور مہدی معہود کے نام کا دنیا کے ہر ایک کونے میں پہنچنا اور اسلام کی زینت و ترقی کا باعث ہونا پھر گمنام کدعہ کا روشن و مشہور قادیان ہو کر تعلیم اسلام و اشاعت قرآن کا مرکز ہونا ناکامی ہے تو فتویٰ کفر کی طرح ہم اس کو بھی مبارک اور باعث کامیابی سمجھتے ہیں۔ ہمارے آقا مسیح موعود نے فرمایا۔

ع گر ہمیں کفرم بدست آید چہ در کار مسلمانی

پس مسیح کا منکر یاد رکھے۔ کہ سچائی کے فرزند ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں۔ اور خدا کے فرشتے ان کا ساتھ دیتے ہیں۔ مسیح موعود کے سر پر کامیابی و بامرادی کا تاج ہے۔ لنڈن میں اس کی فتح و نصرت کا علم بلند ہے۔ حیدرآباد میں الٰہی سلسلہ کے نظام کے ماتحت اس کی روشن تعلیم اپنا جلوہ دکھا رہی ہے۔ بنگال میں اس کی حشمت و جلال کا سکہ ہے سیلون و ماریشس میں اس کے عالم نور و ضیا کی اشاعت میں مصروف ہیں۔ اور ہر طرف سے ؎

وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰ پکاریں گے مجھے
اب تو تھوڑے رہ گئے دجال کہلانے کے دن

کی کسی قریب آنے والی بشارت کا پتہ دے رہی ہے۔

مزید براں خود معترضین کے کیمپ میں کھلبلی ہے۔ اور وہ قہری نشانات دیکھ کر گھبرا رہے ہیں۔ اور انہیں عذاب الٰہی تصور کرتے ہیں۔ چنانچہ علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ اپنی ایک اشاعت میں زلزلہ اٹلی پر رقمطراز ہے۔

" زلزلہ اور اسی قبیل کے تمام حادثات انسان کی تنبیہ کے لئے اور اسی کے بلائے ہوئے ہوتے ہیں" وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم

(کوئی مصیبت ایسی نہیں۔ جو خود تمہاری پیدا کی ہوئی نہیں ہوتی)

جسطرح ۱۴ جنوری ۱۹۱۵ء کے زلزلہ کی نسبت اطلاع ملی ہے۔ کہ قوی دل سپاہی تک اسقدر بدحواس ہیں۔ کہ وہ بالکل خاموش ہوگئے ہیں۔ علیٰ ہذا اس آخری روز کے متعلق بھی خبر دی گئی ہے۔ کہ لوگ نشے کے سے عالم میں ہوں گے۔ وتری الناس سکاریٰ وما ھم بسکاریٰ ولکن عذاب اللہ شدید۔ غرض یہ اور بہت سی دوسری نشانیاں جو انسان کو اس روز سے ڈرانے کے لئے کافی ہونی چاہئیں۔ جبکہ اُس وقت کا دلی ایمان بھی کام نہ آئیگا۔ اور صرف وہ اعمال محسوب ہوں گے جو انسان نے اس دن سے پہلے کئے ہوں گے۔ اور یہ عین مقتضائے انصاف ہوگا۔ وما ربک بظلام للعبید "

اسی طرح دہلوی خطیب صاحب مصائب و توائب زمانہ کی نسبت لکھتے ہیں:-

" قرآن کریم میں تدبر و تفکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس قسم کے زلازل و نوازل بندوں کے فسق و فجور ظلم و طغیان اور جور و عصیان کے عواقب و نتائج ہوتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ ان کو متنبہ کرنے کے واسطے نازل فرماتا ہے" ۔

"غور کرو امم سابقہ پر ان کے طغیان و عصیان اور جور و فساد کی پاداش میں عذاب الٰہی۔ قحط و طاعون صرصر و

غرقِ حرب و ضرب زلازل و نوازل کی شکلوں میں نازل ہوا
• اب بھی اطراف و اکناف عالم میں وہی اعمال سیاہ ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ اور ان کے عواقب و نتائج بھی اسی قسم کے مترتب ہونے لازمی ہیں"
ان مصائب و نوائب اور شدائد کا علاج قرآن شریف میں استغفار بتایا گیا ہے۔

اب اگر ایک طرف امرتسری اہلحدیث اور دوسری طرف اس کے ہم مذہب گردن کو دن کہنے والے معاصرین کے اقوال کا ملاحظہ کیا جاوے۔ تو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ اس وقت صرف دردانیال پر گولہ باری ہونے قلعوں کے مسمار کر دینے۔ نہر سویز پر ترکی حملہ کی ناکامی۔ روس کی دوبارہ جارحانہ کارروائی اور برطانیہ کے نئے لشکروں کی تیاری کی خبر نے جرمن کیمپ میں کھلبلی مچا دی ہے۔ بلکہ نشانہائے آسمانی کے ظہور اور مسیح موعود کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے سے منکران مسیح کے کیمپ میں کھلبلی مچ رہی ہے۔ وہ مانتے ہیں کہ عذاب الٰہی نمودار ہو رہا ہے آسمان زمین سے کھچ رہا ہے۔ ایسی حالت میں پریشانی و گھبراہٹ سے بچنے آسمان کی حفاظت میں آنے کا بہترین علاج وہی ہے۔ جو قرآن کریم میں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً یعنے ہم کوئی عذاب نہیں کرتے۔ جب تک کہ کسی رسول کو نہیں بھیج دیتے۔ پس ہر طالب حق کا فرض ہے کہ اس رسول کی تلاش کرے۔ اور ایمان لاکر حفاظت الٰہی میں آجاوے۔

سنو! وہ رسول کامیاب و بامراد مسیح قادیانی ہے۔

القول الفصل کا اثر

صوفی عبد الحق صاحب سابق طالب علم تعلیم الاسلام ہائی سکول کا خط ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ جو آپ نے حضرت خلیفہ ثانی کی خدمت میں در بارہ قبولیت بیعت توبہ ارسال کیا ہے اس خط کے مطالعہ سے معلوم ہو جائیگا کہ القول الفصل واقعی فیصلہ کن ثابت ہوا ہے۔ جب سے رسالہ مذکورہ بالا شائع ہوا ہے تب سے بہت سے خطوط بیعت دربار خلافت میں آرہے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سیدی و مرشدی حضرت قبلہ خلیفۃ المسیح موعود ثانی سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضور کا رسالہ القول الفصل خوب غور سے خود بھی پڑھا۔ اور جناب والد صاحب کو بھی خود پڑھ کر سنایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم سے میرے تمام شبہات کافور اور معدوم ہو گئے اور انشراح صدر حاصل ہو گیا ہے۔ اور دل میں کلی طور پر فرحت اور تازگی بھر گئی ہے۔ تمام پریشانی اور تذبذب دور ہو گیا ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی محنت ضائع نہیں کی۔ امید اغلب ہے کہ بہت سی محقق اور سعید روحیں فیضیاب ہوئی ہونگی۔ جزاکم احسن الجزاء۔ ولقاکم اللہ نضرۃ و سرورا۔ آمین یا رب العالمین۔ بندہ نے خواجہ کا رسالہ موسومہ سلسلہ کے اندرونی اختلافات کے اسباب خوب غور سے پڑھا۔ اور بعد میں القول الفصل۔ جس نے واقعی طور پر تمام اختلافات کا کلی فیصلہ کر دیا۔ اور احقر کو عظیم الشان فائدہ روحانی حاصل ہوا۔ چنانچہ دوسرے روز بندہ نے غیر مبایعین میں ایابات کا اعلان کر دیا کہ:-

اذا جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقاً۔

بندہ نے معہ اپنے والد صاحب کے بذریعہ خط حضور کی بیعت تو کی ہوئی تھی۔ مگر کچھ مدت تک درمیان میں حجاب حائل ہو گیا۔ اور افاضہ روحانی رک گیا اب چونکہ تمام حجاب اللہ کے فضل سے دور ہو گئے ہیں۔ اسلئے لازم اور ضروری ہے کہ دوبارہ صلحاء کی سلک میں منسلک ہونیکی استدعا بذریعہ عریضہ ہذا کی جاوے اس لئے باادب التماس ہے کہ اس احقر العباد کی بیعت از سر نو منظور فرمائی جاوے۔

اخیر نومبر ۱۹۱۴ء میں بمقام لاہور ارادہ تعلیم پر گیا مگر لاہوری احباب کو روحانیت سے خالی اور علم سے بے بہرہ پاکر واپس خسارہ اٹھا کر گھر پہنچا اور بدقسمتی کی وجہ سے قادیان نہ جاسکا۔ اب ماہ دسمبر میں حصول علم دین اور فیض صحبت کے لئے آنے کا ارادہ رکھتا ہوں اللہ کریم جلد قدم بوسئ حضور کا شرف بخشے۔

احقر العباد عبد الحق ایبٹ آبادی

پروگرام تقاریر برائے طلباء مدرسہ مبلغین

سہ ماہی دوم یعنی از اپریل ۱۹۱۵ء تا آخر جون ۱۹۱۵ء

تاریخ	نام مقرر	مضمون
اتوار ۴ اپریل ۱۹۱۵ء	مولوی سید سرور شاہ صاحب	مسیح موعودؑ کے متعلق تمام پیشگوئیاں اور انکی حقیقت قرآن مجید حدیث اور کتب قدیمہ سے
″ ۱۱ اپریل ۱۹۱۵ء	میر قاسم علی صاحب	دعاوی مسیح موعود کی تشریح۔ دعوے کے الگ الگ دلائل
″ ۱۸ ″	مولوی فضل الدین صاحب	تردید الوہیت مسیح
″ ۲۵ ″	مفتی محمد صادق صاحب	بائبل کی تعریف
″ ۲ مئی ۱۹۱۵ء	میر محمد اسحٰق صاحب	اسلام
″ ۹ ″	مولوی عبید اللہ صاحب	ردّ شیعہ
″ ۱۶ ″	ماسٹر عبد الرحیم صاحب	تجسیم الوہیت۔
″ ۲۳ ″	مولوی سید سرور شاہ صاحب	حدیث
″ ۳۰ ″	صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب	مسیح ناصری کا ذکر قرآن کریم میں
″ ۶ جون ۱۹۱۵ء	چوہدری ظفر اللہ خان صاحب	عورت کی حیثیت اسلام میں
″ ۱۳ ″	میر قاسم علی صاحب	احمدیت
″ ۲۰ ″	مولوی سید سرور شاہ صاحب	دجال یاجوج ماجوج
″ ۲۷ ″	ماسٹر محمد الدین صاحب	سوانح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

جواہر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی نے

۲۶ فروری ۱۹۱۵ء کو دیا

اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ

کلمہ شہادت اسلام کا ایک ایسا بینظیر خلاصہ ہے کہ اسلام کی اُصولاً کوئی بات اس سے خارج نہیں ہے۔ اگر ہم غور کریں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت دنیا میں دو ہی کام انسان کے نصب العین ہو سکتے ہیں۔ اول سب سے بڑا کام اور پہلا کام یہ انسان اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرے اور دوسرا بڑا بھاری کام یہ کہ بنی نوع انسان سے شفقت۔ ہمدردی اور مروت سے پیش آئے تو اگر لا الہ الا اللہ اسبات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ایک ہی حقیقی معبود ہے جسکی عبادت کرنی چاہیئے۔ اور ما سوا اللہ کے اپنی توجہ ہٹا کر اللہ ہی کی طرف جھک جانا چاہیئے تو محمد رسول اللہ کا کلمہ اس طرف متوجہ کرتا ہے کہ جب اللہ اپنی مخلوق سے ایسا پیار اور محبت رکھتا ہے کہ انکی گمراہی کیوقت انکی دستگیری کرنیکے لئے اپنے رسول مبعوث کرتا ہے اور بغیر اس کے کہ کسی کا محتاج ہو یا کچھ حاجت رکھتا ہو۔ جب اپنے بندوں سے یہ سلوک کرتا ہے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ ایک انسان کو دوسرے انسان سے کیا سلوک کرنا چاہیئے۔ پس اگر کلمۂ شہادت کا پہلا حصہ انسان کے تعلقات کو خدا تعالیٰ سے مضبوط کرتا ہے تو دوسرا حصہ بندوں سے تعلقات رکھنے کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ پھر اگر ہم غور کریں تو معلوم ہوتا ہے۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ۔ تمام اسلام کی جان ہے اور اس کے دوسرے حصہ اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ۔ کا ذکر بھی اسی میں آجاتا ہے۔ کیونکہ تمام رسالتیں تمام کتابیں تمام احکام خواہ عبادت کے متعلق ہوں خواہ بندوں کے متعلق۔ ان کی جڑ اللہ تعالیٰ ہے اور ان باتوں میں اختلاف مختلف معبودوں کے بنانے کی وجہ سے واقعہ ہوتا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات بے عیب اور پاک ہے اسلئے اسکی طرف سے جو مذہب ہو سکتا ہے وہ نقائص اور عیبوں سے پاک ہو۔ اور کسی قسم کا اس کے احکام میں اختلاف نہ ہو اور وہ مذہب صرف اسلام ہی ہے کل مذاہب اسی لئے ایجاد ہوئے کہ لا الہ الا اللہ کو لوگوں نے نہ سمجھا۔ ایک نادان انسان لا الہ الا اللہ کے یہ معنی خیال کرتا ہے کہ اللہ کو مان کر اور کسی کے ماننے کی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر وہ غور کرتا تو اسکو معلوم ہوتا کہ لا الہ الا اللہ کا ماننا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دلالت کرتا ہے اور اسکا ماننا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے پر دلالت کرتا ہے۔ تو لا الہ الا اللہ کو جو نادان اسبات کا ذریعہ سمجھتا ہے کہ تمام مذاہب ایک ہیں اسی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تمام مذاہب ایک خدا کی طرف نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ خدا ہرگز مختلف تعلیمیں نہیں دیتا تعلیموں میں تو تب اختلاف ہو کہ خدا بھی مختلف ہوں کیا یہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ ایک نبی مبعوث کرے اور ادھر کہے کہ دنیا اس نبی کو مانے اور اس کے احکام کی فرمانبرداری کرے اور اُدھر کہے کہ دنیا نہ مانے یہ ہو نہیں سکتا پس لا الہ الا اللہ کے ہی ماننے کا ثبوت ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ماننا اور لا الہ الا اللہ کے ہی ماننے کا ثبوت ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا ماننا کیونکہ ان کے بھیجنے والا ایک ہی ہے اسلئے جس نے انہیں سے ایک کا انکار کیا اُسنے خدا کا انکار کیا۔

تو لا الہ الا اللہ میں خدا نے یہ بتایا کہ جب تمہارا تعلق ایک ہی ہستی سے ہے تو ہر ایک وہ چیز جو مجھ سے تعلق رکھتی ہے اس سے بھی تمہیں تعلق رکھنا چاہیئے۔ معبودان باطلہ کے ماننے والوں میں اسی لئے جنگ ہوتی ہے کہ ایک کہتا ہے کہ یہ فلاں معبود کو مانتا اسلئے اسکو نابود کرنا چاہیئے۔ چونکہ یہ ہندوں میں تو یہ قصہ بھی مشہور ہے کہ ایک دفعہ برہما پیدا کرنیوالے خدا اور شو مارنیوالے خدا کے درمیان ایک انسان کے متعلق ایک لمبا جھگڑا ہوتا رہا شو مارتا اور برہما زندہ کر دیتا تھا تو لڑائی اور فساد یہی سے شروع ہوتا ہے کہ چیزوں میں اختلاف پیدا کر لیا جاتا ہے۔ اور کوئی ایک چیز کو اپنی ملکیت ظاہر کرتا ہے تو کوئی دوسری کو۔ مثلاً اب جنگ ہو رہی ہے اور ممالک کو ویران کیا جا رہا ہے کیوں اسی لئے کہ ایک دوسرے یہی کہتے ہیں کہ فلاں ملک غیر کا ہے اس لئے ہم اس کو تباہ کر دیں۔ لا الہ الا اللہ کے ماننے والا دنیا میں کسی قسم کا فساد نہیں ڈال سکتا اس کے دل میں جو شفقت علی خلق اللہ ہوتی ہے وہ کسی دوسرے کے دل میں نہیں ہو سکتی ۔

ہماری جماعت اسوقت اسی غرض کیلئے قائم کیگئی ہے کہ لا الہ الا اللہ کی تعلیم کو قائم کرے۔ اسلئے اسکو چاہیئے اسبات پر غور کرے کہ اگر ایک طرف اللہ تعالیٰ سے تعلقات مضبوط ہوں تو دوسری طرف اس کی مخلوق سے بھی ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ بعض جگہ پلیگ کی بیماری کے پھیلنے کی وجہ سے لوگ اپنے رشتہ داروں کو بیمار چھوڑ کر بھاگ گئے اور انکی دوائی وغیرہ نہ کی۔ ایسا کرنا اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے لا الہ الا اللہ کے ماننے کے بعد انسان کے دل میں شفقت علی خلق اللہ کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ پرہیز کرنا بھی ضروری ہے لیکن اس بات پر لوگوں نے غور نہیں کیا کہ انسان کو اسباب پر کہاں تک نظر رکھنی چاہیئے اور توکل کے کیا معنے اور مطلب ہیں۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ اسلام کہتا ہے انسان اپنے آپ کو اس بیماری کی ہلاکت میں نہ ڈالے اس کے یہ معنی ہیں کہ جہاں طاعون کی بیماری ہو۔ وہاں نہ گھسے۔ اور اگر وہاں جہاں وہ رہتا ہے بیماری شروع ہو جائے تو وہاں سے جانا بھی منع ہے اور یہ دونوں باتیں حکمت پر مبنی ہیں نہ پہلے حکم کے یہ معنے ہیں کہ انسان اپنے رشتہ داروں کو چھوڑ دے بلکہ توکل کرے اس حد تک تو توکل ہو کہ رشتہ داروں دوستوں وغیرہ کو بیماری کی حالت میں چھوڑ کر انسان بھاگ جائے بلکہ خدا پر توکل اور بھروسہ کر کے انکی خدمت کرتا رہے اور اسباب پر نظر رکھنے کا یہ طریق ہے کہ انسان اسبات کا لحاظ رکھے کہ خود اپنے آپکو مصیبت میں نہ ڈالے یعنی جہاں بیماری ہو وہاں نہ جائے کیونکہ جو خود مصیبت میں پڑتا ہے وہ فعل ہو جاتا ہے اسی لئے اسلام نے منع کیا ہے کہ اگر کسی جگہ وبا ہو تو مومن کا فرض ہے کہ وہاں جانے سے بچے۔ لیکن اگر خدا کی منشاء نے چاہا ہے کہ اسے ابتلاء میں ڈالے یعنی اس کے محلہ میں بیماری شروع ہو جائے تو پھر توکل کرے اور یہ ایمان رکھے کہ وہ خدا جو ابتلا بھی ڈال سکتا ہے وہ ابتلاء سے نکال بھی سکتا ہے۔ جب اس کا کوئی رشتہ دار بیمار ہو تو اُسے توکل کر کے اس کی خدمت کرنی چاہیئے بہت سے نادان لوگ توکل کے غلط معنی سمجھ کر خواہ مخواہ بیماری میں گھس گئے پھر اس کے نتیجہ سے نہ نکل سکے کیونکہ ایسا انسان جو اپنے آپ کو خدا کے سامنے اس لئے پیش کرتا ہے کہ جو کچھ کرتا ہے کرے تو اس کو خدا ضرور سزا دیتا ہے۔ مومن کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے ہر حالت میں ڈرتا رہتا ہے اور جہاں خدا کا عذاب نازل ہوتا ہے وہاں سے الگ اور علیحدہ رہتا ہے لیکن جب وہ امتحان میں مبتلا کیا جاتا ہے تو پھر اس کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اس میں پاس ہونے کی کوشش کرے اور سمجھے کہ خدا نے میرا امتحان لینا چاہا ہے اس لئے میں پاس ہو جاؤں۔ اور وہ ثابت کر دیتا ہے کہ خدا پر میرا پورا ایمان ہے۔ اگر ایسے وقت میں کوئی بچنا چاہتا ہو تو بھی خدا اسکو پکڑتا ہے کہ ہم امتحان لینا چاہتے ہیں تو یہ کیوں نہیں دیتا۔ ہماری جماعت کا فرض ہے کہ جس طرح باپ بھائی اور بیٹا تکلیف کے وقت ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اسی طرح یہ بھی ایک دوسرے کے ساتھ سلوک کریں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ کیونکہ احمدیوں کا ایک دوسرے سے تمام رشتہ داروں سے بڑھ کر تعلق ہے اس لئے چاہیئے کہ تمام احمدی جہاں کہیں بھی ہوں صرف اپنے لئے ہی نہیں بلکہ تمام احمدیوں کے لئے دعا کریں۔ اور اگر انکے گاؤں میں بیماری نہیں تو اور ایسے گاؤں بھی تو ہیں جہاں آدمی ہیں اور وہاں یہی بیماری کی آگ لگی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس نکتہ کے سمجھنے کی توفیق دے کہ تم ایکطرف تعلق باللہ کو مضبوط کرو تو دوسری طرف شفقت علی خلق اللہ کو مد نظر رکھو۔ اور یہ بھی سمجھ لو کہ توکل کیا ہوتا ہے اور اسباب سے کام لینا کیا ہوتا ہے۔ بہت سے انسان غلطی سے کبھی توکل کا نام اسباب اور اسباب کا نام توکل رکھ لیتے ہیں اور پھر ٹھوکر کھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ ہی ہماری جماعت کا محافظ ہو اور آپ ہی اس کا حامی اور ناصر ہو۔ ہمارا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون ہے ۔